سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (سے)
رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
۴ دارث روڈ ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف
پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب
ایم ۔ اے ۔ ایمپرس روڈ ۔ لاہور } منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام منیجر نور افشاں ہونا چاہیے ۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں ۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۲۶ ع	نمبر ۲۹

جذباتِ عالیہ

(جناب ڈاکٹر چوہدری غلام حید رصاحب)

حسنِ خود بیں کا ترے دیکھنے والا ہوں میں
جس کے ہر ذرہ میں صحرا ہے وہ صحرا ہوں میں
کون کہتا ہے کہ اک خاک کا پتلا ہوں میں
نظر و ناظر و منظور سراپا ہوں میں
کہیں فرعون کہیں حضرت موسیٰ ہوں میں
کبھی ہوں خاک نشین اور کبھی عرش نشین
گو بظاہر مجھے دنیا سے تعلق ہے مگر
باطناً مجھکو ہے ہم سطحی افلاک سے عار
نظر آتی ہے مجھے ہستیٔ عالم کچھ اور
مجھکو سب کچھ نظر آتا ہے عیاں اور نہاں
میری ہستی میں نہاں جلوۂ شعریت ہے
میری ہر بات سے پیدا ہے سرودِ مستاں
چار ارکان میں محدود ہوں لیکن دراصل
ذات قائم بذات اور صفت ہے معدوم
جس پہ بے واسطہ پڑتی ہو شعاعِ خورشید
میری تقدیر کے چکر کو جنوں کہتے ہیں
غور سے دیکھو تو سب کچھ ہوں مگر کچھ بھی نہیں
پر تو ہے میری ہستی کا ستاروں سے عیاں

دار پر کھینچ کہ منصورِ تمنا ہوں میں
جس کے ہر قطرہ میں دریا ہو وہ دریا ہوں میں
چشمِ موسیٰ کے لئے جلوۂ سینا ہوں میں
آپ ہی قیس ہوں اور آپ ہی لیلیٰ ہوں میں
نظرِ غور سے دیکھو تو تماشا ہوں میں
برزخِ عالی و سافل نظر آتا ہوں میں
واقعہ یہ ہے کہ اک گوشہ تنہا ہوں میں
دیکھنے میں گو اک خاک کا پتلا ہوں میں
بات یہ ہے کہ ترا دیکھنے والا ہوں میں
غور سے دیکھ لو اک دیدۂ بینا ہوں میں
حسنِ خود بیں کے تبسم کا نتیجا ہوں میں
جنتِ گوش کہیں جسکو وہ نغما ہوں میں
بند جس کوزے میں دریا ہو وہ کوزا ہوں میں
ہیچ آباد دو عالم میں اکیلا ہوں میں
شبستانِ تمنا کا وہ قطرا ہوں میں
وائے بر حال کہ صحرا کا بگولا ہوں میں
صنعتِ صانعِ مطلق کا تماشا ہوں میں
چشمِ بینا ہو تو اک حسن کی دنیا ہوں میں

میری تحلیل جو دشوار تو تقسیم محال
بیخودی کہ مجھے اسبابِ علل سے نہیں بحث
حسن کے عقیدے سے پر کیف تصوف کی غزل
ہائے حمید وہ کلام اس کا وہ باتیں پر لطف
دھوم دنیا میں ہے میری مگر عنقا ہوں میں
میرے نغموں پہ ہے قربان بہار کونین
میری ہستی پہ وجود اور عدم نازاں ہیں

باغِ فردوس بھی میرا انگیٹھا کیونکر
لرزشِ برق کا عالم نظر آتا ہے مجھے

مرگ اندوہِ غمِ ہجر یہ جیتا ہوں میں
راس آتی ہی نہیں مجھکو محبت کی ادا
ہائے ممکن ہی نہیں آئینہ داری میری
ہے کبھی جوش کبھی دلکو سکوں الفت میں
لطفِ مایوسی امید فنا کے باعث
مظہرِ جلوۂ نیرنگی و بیرنگی ہوں
کیوں مجھے دیتے ہو تم عمرِ خضر کے طعنے
ہائے تعبیر پریشانیٔ غم کیا ہوگی
دیدنی ہے مرا یہ خیال ذرا دیکھو تو

مختصر یہ کہ جز لا یتجزیٰ ہوں میں
یہ بتا دے کوئی فرتا ہوں کہ جیتا ہوں میں
مدعی کہتا ہے شرمندۂ دعویٰ ہوں میں
عرش کے سر کی قسم عرش کا شیدا ہوں میں
گر شاہدِ مستور سراپا ہوں میں
گلشنِ قدس میں جا جا کے چہکتا ہوں میں
عرش رس جسکی ہے پرواز وہ عنقا ہوں میں

آپ کی بزمِ طرب دیکھنے والا ہوں میں
گردشِ چشم سے اس شوخ کی ڈرتا ہوں میں

واقفِ نکتۂ تدبیرِ زلیخا ہوں میں
منفعل بیخودیٔ شوق سے ہوتا ہوں میں
حیرتِ آئینۂ حسنِ خود آرا ہوں میں
عالمِ عشق میں جزر و مدِ دریا ہوں میں
دھوکا اندازِ ستم سے ترے کھاتا ہوں میں
یا بالفاظِ دگر شرح تمنا ہوں میں
بے ثباتی میں حبابِ لبِ دریا ہوں میں
اپنے آغاز کے انجام سے ڈرتا ہوں میں
عالم اس میں تصورِ تماشا ہوں میں

مجھکو دعویٰ تو نہیں عرضِ سخن کا حمید
ہاں مگر شاعرِ بے مثل ہوں کہتا ہوں میں

مرحبا جزاک اللہ ۔ ایڈیٹر

قابلِ اعتبار انشورنس کمپنی

یہ زمانہ کام کا ہے۔ یہ زمانہ امارت اور غربت کے مقابلہ کا ہے۔ سرمایہ داروں کے ساتھ مزدوروں کا مقابلہ ہے مگر یہ مقابلہ اکیلے دکیلے کا کام نہیں۔ یہ کام کمپنی کا ہے۔ کمپنی کا لفظ قابلِ اعتبار سمجھا جاتا ہے بعض فریبی۔ دھوکے باز۔ کسی کام کو جاری کرتے ہیں تو اپنا اعتبار جمانے کے واسطے اپنے نام کے ساتھ "اینڈ کو" لکھ دیتے ہیں جیسے کہ زید اینڈ کو۔ زید اینڈ کو۔ نہ کوئی زید کو جانے نہ کوئی زید سے واقف۔ مگر اینڈ کو ایک ایسا لفظ ہے کہ لوگ دھوکے میں آجاتے ہیں اور اس دھوکے میں پھنس کر بہت لوگ اپنا روپیہ برباد کرتے ہیں اور جب نقصان اُٹھاتے ہیں تو تحقیق کرنے پر نہ زید کا پتہ لگتا ہے نہ زید کا۔ مگر بہرصورت آجکل دنیا کمانے کا طریقہ یہی ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے کئی دھوکے بازوں نے اشتہار بازی سے سادہ لوحوں کو اُلّو یا لالچیوں کو خوب لوٹا۔ مگر آخر خود بھی برباد ہو گئے۔

اس وقت بے شمار انشورنس یعنے بیمہ کمپنیاں ہندوستان میں جاری ہیں اور نت نئی نئی جاری ہو رہی ہیں اور اکثروں کا جلدی دوالہ نکل جاتا ہے۔ کیونکہ دھوکے کی ٹٹی ہوتی ہے۔ غریبوں کو لوٹ لوٹ کر کھاتے ہیں آخر غریبوں کی آہ اُن کو کھا جاتی ہے۔

آتشِ سوزاں نکند با سپند　｝
آنچہ کند دودِ دلِ دردمند　｝ سعدی

چونکہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں۔ خدا دوست غریب نواز بندے بھی دنیا میں موجود ہیں جو صرف غربا کے فائدے کے واسطے دنیا میں کام کرتے ہیں۔ اُن کا مدعا دوسروں کا بھلا کرنا ہے۔ آپ نقصان اُٹھالینگے آپ گھاٹا بھر دینگے۔ مگر دوسروں کو نقصان نہ پہنچنے دینگے۔ لیکن چونکہ یہ خود غرضی کا زمانہ ہے۔ اس لئے اعتبار کرنا مشکل۔ مگر اعتبار کے بغیر کوئی کام چل ہی نہیں سکتا۔ خدا کے کارخانے میں ایسے بندے موجود ہیں جن پر ہم اپنی نسبت سے زیادہ اعتبار کر سکتے ہیں۔

اس وقت میرے سامنے ایک بیمہ کمپنی کی رپورٹ ہے۔ میں اس کے مفید اور معتبر ہونے کی بابت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس کمپنی کا نام **کرسچن میوچل انشورنس کمپنی** اور اس کا صدر دفتر لاہور میں ہے کاروبار اس کا دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ پنجاب۔ یوپی بلکہ تمام ہندوستان میں اس کے ممبر موجود ہیں۔ یہ صرف مسیحیوں کے واسطے ہے۔ ہر ایک مسیحی خواہ کسی فرقہ کا ہووے اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔ یہ فنڈ جاری تو مدت سے ہے۔ مگر اس نام سے تھوڑے برس سے نامزد ہوا ہے۔ میرے خیال میں مسیحیوں کے واسطے اس سے بہتر بیمہ کمپنی اور کوئی نہیں۔ سوائے چند کلرک بابوؤں کے تمام اعلےٰ عہدہ دار یعنے ڈائرکٹر بلا اجرت مفت میں کام کر رہے ہیں۔ صرف اس خیال سے کہ غریب مسیحیوں کو فائدہ پہنچے۔ یہ اُن کی نیک نیتی۔ محنت اور محبت کا نتیجہ ہے کہ موجودہ رپورٹ بابت ۱۹۲۵ء ایسے شاندار منافع سے بھری پڑی ہے کہ پڑھنے میں اپنی بھر آتا ہے اور جی میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش کہ ہم بھی اس کے ممبر ہوتے تو کچھ منافع حاصل کرتے۔ مگر اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ اب بھی ممبر ہو سکتے ہیں۔

ناظرین شاید خیال کرینگے کہ تعریفیں ہی کے جاتا ہے کوئی یہ نہیں بتاتا کہ اس کمپنی نے کہاں تک غریبوں کی مدد کی۔ کہاں تک فائدہ پہنچایا۔ لو یہ بھی سن لو۔ بے صبرے نہ ہو۔

۱۹۰۹ء سے ہیکر پنچھتر ہزار چھ سو سینتالیس روپیہ (۷۵۶۴۷/۰) بیواؤں کو بطور پنشن ادا کیا۔ ستاون ہزار چار سو سولہ روپیہ (۵۷۴۱۶/۰) بطور امداد بر وفات بیمہ شدگان اُن کے وارثین کو دیا گیا اور اڑتیس ہزار چھ سو انتالیس روپیہ (۳۸۶۳۹/۰) بطور وظائف مختلف اشخاص کو دئے گئے۔ کل ایک لاکھ اکہتر ہزار چھ سو بانوے روپیہ (۱۷۱۶۹۲/۰) ۱۹۲۵ء تک ادا کئے جا چکے ہیں۔

اصل میں اس کا نام کرسچن میوچل ایڈ پروڈینٹ تھا مگر اس فنڈ نے یہاں تک ترقی کی کہ معمولی فنڈ کی حیثیت سے کہیں دور آگے نکل گیا اور اب اس کا حق ہے کہ اعلےٰ کمپنیوں میں شمار ہووے۔ اس ہی لئے اس کا نام بجائے فنڈ کے کمپنی رکھا گیا ہے۔

اس رپورٹ میں پانچسالہ مالیت کا حساب دیا گیا ہے۔ یعنے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۳ء تک جس کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کمپنی کو ان پانچ سالوں میں اس قدر کثیر منافع ہوا ہے کہ اب یہ کسی دوسری مشہور کمپنیوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ کمپنی نے ہر ایک بیمہ پر دس روپیہ فی ہزار فی سال منافع کا اعلان کیا ہے۔ یعنے فی ہزار کی پانچ سالہ پالیسی کی قیمت اب ایک ہزار پچاس روپیہ ہو گئی ہے۔ علاوہ ازیں پنشن پالیسیوں پر دو روپیہ فی روپیہ پنشن فی سال منافع کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ سب سے بڑھکر عجیب اور دل خوش کن بات ہے کہ اس منافع میں سے تیس ہزار روپیہ ریزرو فنڈ میں بھی جمع کیا گیا ہے کہ بوقت ضرورت کام آوے۔ بموجب مثل۔ داشتہ آید بکار۔

اس وقت کمپنی ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ سے کاروبار چلا رہی ہے۔ ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ بطور ضمانت سرکار میں بھی جمع ہے۔ اس کے علاوہ کمپنی نے جہاں پہلے کرایہ کے مکان میں کام کرتی تھی اپنی ایک عالیشان عمارت میکلوڈ روڈ پر بنالی ہے۔ اب اس ہی میں کمپنی کا دفتر ہے۔ اور دو سو روپیہ ماہوار سے زیادہ کرایہ بھی آرہا ہے۔ اس سے بڑھکر کمپنی کے اعتبار اور پختگی کے واسطے اور کیا ثبوت درکار ہے۔ جہاں یہ کمپنی دیگر ایسی کمپنیوں کی نسبت زیادہ قابلِ اعتبار ہے۔ وہاں یہ بات زیادہ دل خوش کن ہے کہ اس سے نہ صرف امیر ہی فائدہ اُٹھاتے ہیں بلکہ غریب مسیحیوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔

اول تو ہم اس ساری کامیابی کے لئے خدا کا شکر کریں کہ مادیت کے زمانہ میں جہاں بغیر روپیہ کے کام نہیں چل سکتا وہاں امداد کا انتظام کر دیا ہے۔ اس

دیکھو ص۱۱

نور افشاں

مطبوعہ ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء

کیا بھلائی یا نیکی گم شدہ حقیقت ہے؟

گذشتہ سے پیوستہ

ان معانی کی بھلائی کو خود غرضی کہا جاتا ہے

خود غرض انسان کے اقوال و افعال اپنی ہی ذات کو نفع پہنچانے کی غرض سے وقوع پذیر ہوا کرتے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ انکو نفع پہنچانے کے لئے واقع ہوا کرتے ہیں جنکو وہ اپنی مثل عزیز سمجھا کرتا ہے۔ اسکی بھلائی یا نیکی کا دائرہ اس قدر تنگ ہوتا ہے جس قدر بخیل کا سینہ وہ بخیل کی ذات پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ وہ صرف دنیا میں اپنے ہی لئے جینا چاہتا ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے وہ بالکلیہ اپنی ذات کے نفع کے لئے کرتا ہے۔ اپنے ذاتی نفع کے حصول کے لئے۔ اس کے نزدیک نیک و بد قول و فعل کا نیکی بدی کا کوئی خیال و تصور نہیں ہوتا۔ اس کے نزدیک نیکی یا بھلائی وہ قول و فعل ہے جس سے اُسکی ذات کو نفع پہنچتا ہے خواہ نفع جھوٹ سے پہنچے اُسے اس بات سے کوئی سروکار نہیں۔ خواہ سچائی سے پہنچے۔ خواہ نفع نیک نیتی اور نیک طرز عمل سے پہنچے یا بد عملی سے پہنچے پر خود غرض انسان اپنے ذاتی نفع کے حصول کے لئے ہر قسم کے قول و فعل کو جائز اور درست خیال کرکے ہر قسم کے طرز عمل کو حسب ضرورت اختیار کر لیتا ہے۔ تاکہ وہ مطلوبہ نفع کو حاصل کرے۔

خود غرض انسان کو دوسرے انسان کے نقصان سے کچھ غرض نہیں ہوتی۔ ایک چور خود غرضی کا شکار ہو کر چوری کرنے کی نیت کرکے چوری کرنے کے طرز عمل کو اختیار کرکے چوری کر لیتا ہے۔ وہ چوری سے حسب منشا نفع حاصل کر لیتا ہے۔ پر اس انسان کے نقصان کو جس کے مال کو وہ چوری کے فعل سے اپنے قبضہ میں لایا ہے نقصان تصور نہیں کرتا۔ اگر نقصان بھی تصور کرتا ہے تو اس کے اصل مالک سے ہرگز ہمدردی کا احساس نہیں رکھتا۔ وہ دوسرے کے نقصان کو اپنا حق اور اپنی ملکیت خیال کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود غرض انسان دوسرے انسان کی زندگی کا۔ ان کے اسباب زندگانی کا انتہائی معانی میں بدخواہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے سوا کی حیات کا مہلک دشمن ہوتا ہے۔

زمانہ قدیم سے خود غرض

انسان ڈاکہ زنی۔ رہزنی۔ ٹھگی وغیرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ زمانہ حال میں بھی ایسے انسان بہتیرے پائے جاتے ہیں جو انہیں پیشوں کو کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے زمانہ میں ایک اور قسم کے خود غرض انسان بھی پیدا ہو گئے ہیں جو نہ تو ڈاکو ہیں۔ نہ رہزن ہیں نہ ٹھگ مشہور ہیں مگر وہ اپنی ہوشیاری اور چالاکی سے بے خبر اور لاعلم لوگوں کی بے خبری اور لاعلمی سے خوب نفع کماتے ہیں۔ اگرچہ سرکاری قوانین نے ان عیاروں کی عیاریوں کا سد باب کرنے میں اور جباروں کے جبر و تعدی کو فنا کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تو بھی یہ خود غرض انسان اپنی خود غرضی کی کرتوت سے دوسروں کا نقصان کرنا ہی اپنا دین و ایمان سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ جبر و تعدی کو انسانیت کا لازمہ خیال کئے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی عیاری اور چالاکی کو اپنی لیاقت کا اعلےٰ وصف یقین کئے ہوئے ہیں۔ وہ انسانی فطرت کے تقاضوں کی تکمیل کا نام ہی اعلےٰ بھلائی اور نیکی سمجھے بیٹھے ہیں۔

جب ان پر ناگہاں آفت آتی ہے

تو وہ دوسروں سے ہر قسم کی امداد کے متمنی ہوتے ہیں وہ اُس وقت دوسروں سے ہر قسم کی نیکی اور بھلائی کی اُمید رکھتے ہیں۔ لیکن جب وہ اپنی خوشحالی کے زمانہ میں ہوتے ہیں تو کسی دوسرے مصیبت زدہ کی نہ صرف امداد کرنا ہی بُرا جانتے ہیں۔ بلکہ اُس کی مصیبت کو بڑھایا کرتے ہیں۔ اس کا رہا سہا مال اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ زیادہ ملتے ہیں اور یہی لوگ دنیا میں زیادہ تر زندہ بھی رہتے ہیں۔

اگر خود غرضی ہی انسان کے نزدیک نیکی یا بھلائی ہو

تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ جس نیکی اور بھلائی کی مذہب تلقین کرتا ہے وہ عام طور سے بنی نوع انسان کے طرز عمل سے اسکے اقوال و افعال سے گم ہے۔ انسانی زندگی پر خود غرضی کا راج ہے۔ خود غرضی انسانی زندگی کا قانون اور طرز عمل ہے۔ انسانی زندگی کو یہ مرض زمانہ قدیم سے لاحق چلا آیا ہے۔ مذہبی نیکی یا بھلائی انسانی طرز عمل میں بہت کم جگہ رکھتی ہے۔ قوت ہی راستی ہے۔ اسی پر اہل دنیا کا عمل ہے۔ مسیحیت کو چھوڑ کر باقی تمام مذاہب بھی اسی اصول کے پابند ہیں

خود غرضی ادنےٰ درجہ کی نیکی یا بھلائی ہو

خود غرضی کو ایک عالمگیر طرز عمل دیکھ کر اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ خود غرضی بھی ادنےٰ درجہ کی نیکی یا بھلائی ہے۔ کیونکہ خود غرضی کے قول و فعل سے کم از کم خود غرض انسان کو ضرور نفع پہنچتا ہے گو ایک انسان کا نفع دوسرے انسانوں کا نقصان ہی ہو تو بھی خود غرض انسان اپنے قول و فعل سے نفع حاصل کرتا ہے۔ ہم اسی بھلائی یا نیکی کا نام انسانی بھلائی یا نیکی رکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔ انسان کی نیکی یا بھلائی "اندھا بانٹے شیرینی اپنوں ہی کو دے" سے زیادہ خیال نہیں کر سکتے ہیں۔ مگر یہ انسانی خود غرضی کے اقوال و افعال خود غرض انسان کو نفع پہنچاتے ہیں۔ یہ چونکہ ہر ایک انسان کا قول و فعل خود غرضی پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی سبب سے ہر ایک انسان دوسروں کا نقصان کرکے نفع حاصل کرتا ہوا بنی نوع انسان میں اپنی خود غرضی سے ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار رہتا ہے اور نفع تو کسی کو ہی پہنچتا ہوگا لیکن نقصان کی حد باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ تمام لوگ

خودغرضی کے غلام ہوکر ایک دوسرے کو تباہ و ہلاک کرنے میں مصروف ہیں۔ خدا کی زمین ایک بوچڑ خانہ بنی رہتی ہے۔

خودغرضی ادنےٰ بھلائی ہی نہیں پر غیر مشترک بھلائی ہے

اگر خودغرضی کو بھلائی تسلیم کر لیا جائے تو اُس میں نہ صرف یہ عیب ہے کہ وہ ایک ادنےٰ درجہ کی بھلائی ہوگی۔ بلکہ اُس میں یہ بھی عیب ہے کہ یہ بھلائی غیر مشترک ہے۔ یعنے خودغرضی کے فعل کا نفع تماماً کمالاً خودغرض انسان کی ذات پر محدود ہے۔ اس نفع سے فیض اُٹھانیوالے نہایت قلیل ہیں چونکہ ہر ایک انسان کم بیشی سے خودغرض ہے۔ لہٰذا ہر ایک خودغرض انسان کے اقوال و افعال کا نفع اُسی کی ذات پر محدود رہتا چلا آتا ہے۔ لہٰذا خودغرضی کے اقوال و افعال جس قدر خودغرض انسان کے نفع کا موجب ہوتے ہیں اُس سے ہزار چند زیادہ وہ دوسروں کے لئے موجب نقصان ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے خودغرضی کے اقوال و افعال میں ہرگز نیکی یا بھلائی نہیں ہے

مفقود الخبر کی تلاش

فقیر حشمت العلی مسلم اہل الذکر لاہور اڈیٹر رسالہ اشاعۃ القرآن کا لڑکا مولوی محمد عیسےٰ دوسرا نام اسمٰعیل جس نے مولوی فاضل کا امتحان دیا تھا عمر ۱۸ سال میانہ قد۔ گندم گون۔۔۔ سر میں چوٹ کا ہلالی نشان عرصہ پانچ ماہ سے بوجہ شرارت مفسدین مفقود الخبر ہے۔ اُسکی والدہ اور ہمشیرگان کو سخت صدمہ ہے۔ اگر کسی صاحب کو پتہ خبر ہو تو مطلع فرما دیں اور اگر خود ہمراہ لادیں تو علاوہ خرچ آمدورفت ۵۰ روپیہ زائد بطور شکریہ دیا جائیگا۔

المشـــــــتھر
ابو عیسےٰ فقیر حشمت العلی مسلم اہل الذکر
اڈیٹر رسالہ اشاعۃ القرآن۔ لاہور
بازار سریاں

ہمعصر الفضل سے ایک گذارش

الفضل مطبوعہ ۹ جولائی میں "قربانی اور مسیحی کفارہ میں فرق" کے عنوان سے ایک نیا مضمون ہماری نظر سے گذرا۔ عنوان کو دیکھکر ہم یہ سمجھے کہ الفضل نے صرف یہ عنوان عقل و فکر کے ساتھ قائم کیا ہے۔ شائد ہمعصر کے عملہ میں کوئی بیدار مغز داخل ہوگیا ہے جسے واقعی مذہبی معلومات کی اعلےٰ واقفیت حاصل ہوگی اس عنوان کی ذیل میں نفس مضمون پر اچھی روشنی ڈالی گئی ہوگی۔ کیونکہ عنوان کے الفاظ نہایت موزوں اس میں لازم و ملزوم کا رشتہ ہو۔ وہ ایک دوسرے نقط کی تفسیر و تشریح ہیں۔ ان سے مسیحی اور یہودی اور اسلامی قربانی اور کفارہ کی ایک اعلےٰ حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جس میں اختلاف و اشتراک کے دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ ہم سچ مچ عنوان مذکور کو دیکھکر عبداللطیف صاحب کو دستار فضیلت پہنانے کو تھے کہ فوراً خیال آیا کہ پہلے جو کچھ مولوی صاحب نے اس مضمون پر لکھا ہے اسے تو پڑھ لو۔ جب آپ کی تحریر کو پڑھا تو وہی ڈھاک کے تین پات۔ وہی حقائق مذہبی کی لاعلمی۔ وہی مسیحیت پر معترض بننے کی مشق جو ابتدا سے احمدی دوستوں کے حصے میں آئی ہے نظر پڑی۔۔۔ راقم کو نہ قربانی کے اصول کا علم۔ نہ مسیحی کفارہ کی سمجھ اور فہمید سے کچھ علاقہ۔ نہ قربانی اور کفارہ کے تعلق کا ادراک۔ نہ مذہب سے اُن کے تعلق کی خبر۔ البتہ مسیحی کفارہ پر اُلٹی سیدھی عامیانہ باتیں لکھ ماریں تاکہ خلیفہ جی کی نظروں میں وقار حاصل کریں امید ہے کہ راقم مضمون کی اس اعلےٰ خدمت گذاری کے صلہ میں اس کا مرتبہ بلند کر دیا گیا ہوگا۔ ہم بھی صدق دل سے سفارش کرتے ہیں کہ خلیفہ صاحب اپنی عنایت بےغایت سے آپ کا مرتبہ بلند فرمائیں کیونکہ تقدس مآب خلیفہ صاحب اور الفضل کی نظر میں ایسے ہی اصحاب بلند مرتبہ سمجھے گئے ہیں جو مسیحیت کی مخالفت و مکاذبت کرتے ہوئے مرزا جی کی مسیحائی کا دم بھرتے ہیں۔ اگر مولوی فاضل کی ڈگری یافتہ یہ کام کریں تو تقدس مآب خلافت پناہ خلیفہ ثانی کے لئے یہ امر زیادہ موجب حصول خوشنودی ہو سکتا ہے۔

مگر ہم احمدی دوستوں کو یہ بات جتلائے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جیسے موچی بغیر درزی کا کام سیکھے درزی کے کام کا استاد نہیں جا سکتا یا جیسے سُنار کمہار کا کام سیکھے بغیر کمہار نہیں بن سکتا یا جیسے عطار کا کام سیکھے تیلی عطار نہیں بن سکتا ویسے ہی بغیر مذہبی تعلیم پانے کے کوئی عالم فاضل۔۔۔ مذہب کا معلم نہیں بن سکتا۔ نہ اُسے عالم فاضل کا مذہبی حقائق پر خامہ فرسائی کرنا کسی سمجھدار کے لئے قابل توجہ ہو سکتا ہے۔ احمدی اصحاب میں بلاشک علم دنیوی کے ماہر بہت سے ہیں جو ہمارے نزدیک قابل قدر ہیں۔ لیکن جب اُنہیں اصحاب کو ہم مذہبی مسائل و حقائق پر خامہ فرسائی کرتے اور معترض ہوتے دیکھتے ہیں اور اُن کے طفلانہ اعتراضات کو پڑھتے ہیں تو سچ مچ ہمارے دل سے قابل قدر احمدی دوستوں کی توقیر کو بھی صدمہ پہنچتا ہے۔

قربانی اور کفارے کے مضمون پر الفضل کے نامہ نگار نے جو کچھ رقم فرمایا ہے اُسے غور سے ملاحظہ فرماؤ اور دیکھو کہ قربانی اور کفارہ کے بیان کرنے میں فاضل نامہ نگار نے اپنی کہاں تک واقفی اور لاعلمی کا اظہار فرمایا ہے؟ ہم سچ کہتے ہیں کہ ایسی بےخبری کی کسی مسلم و مسیحی لڑکے سے بھی امید نہیں کی جا سکتی ہے۔ آپ کو نہ اسلامی قربانی کے اصول کی خبر ہے نہ مسیحی قربانی اور کفارہ کے اصول کا علم ہے تو بھی آپ مسیحی کفارہ پر معترض ہونے کے لئے پہلی صف میں نظر آتے ہیں۔ کیا آپ مسیحیت پر اعتراض کرنے کی مشق تو نہیں کر رہے ہیں؟

کسی غیر مذہب کے کسی مسئلہ پر معترض ہونے کے لئے یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ معترض قابل اعتراض مسئلہ کی بابت اس مسئلہ کو ماننے والوں کا درست عقیدہ نقل کرے۔ پھر اس پر اعتراض



اُٹھائے کیونکہ اعتراض مخالف فریق کے مسلہ پر ہو سکتا ہے۔ مگر احمدی اصحاب کا طرز عمل ہی نرالا ہے۔ وہ فریق مخالف کے کسی عقیدہ کا پہلے بیان ہی لیا کیا کرتے ہیں جس میں اُن کے اعتراض کی بنا قائم ہو جائے۔ پھر اُس پر اعتراض اُٹھا کر اُلٹی سیدھی تشریحیں کر کے زیر بحث مسئلہ پر مضحکہ خیز بیان کیا کرتے ہیں۔ یہ طرز عمل احمدی دوستوں کی تحریرات میں عام ہے جو مرزا صاحب کی سنت کی پیروی سمجھا جا سکتا ہے۔ جسکی مثال قربانی اور مسیحی کفارہ میں فرق کا مضمون ہے۔ ہمیں امید و یقین ہے کہ احمدی دوستوں کا یہ طرز عمل ٹھیٹ نہیں ہے اس پر غیر احمدی بھی عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ہم اس طرز عمل کو گھنونا اور مکروہ جانتے ہیں

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہر ایک غیر مسیحی کا حق ہے کہ وہ مسیحیوں سے مسیحیت کی ہر ایک بات کو سمجھے۔ قربانی اور کفارہ کی بابت بھی سمجھے۔ مگر ہم قادیان کے فاضلوں کی بابت کیا گذارش کریں کہ وہ نہ تو کسی کو اپنے مسلمہ مذہب کی بابت کچھ سمجھا سکتے ہیں نہ وہ مسیحیت کی قربانی اور کفارہ کی بابت سمجھنا پسند کرتے ہیں۔ اُلٹا ہمیں اپنی نافہمی سمجھانا چاہتے ہیں ایسے احمدی دوستوں کی بابت کیا کہا جائے؟

اس پر بھی ہم بفضل خدا ہمعصر الفضل کو قربانی اور کفارہ کی بابت سمجھانے کی کوشش کرینگے اگر آپ نہ سمجھینگے تو نہ سہی۔ مسیحی تو سمجھنے کی ضرور کوشش فرمائینگے اس وجہ سے آنے والے نمبروں میں قربانی اور کفارہ کے تعلق اور اُن کی تشریح کا انتظار فرمائیں۔

پنکھا قلیوں کی ہڑتال

سشن جج انبالہ کے عدالتی کمرہ کے پنکھا قلیوں نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔ کیوں؟ اس شکایت پر کہ عدالتی افسران ۱۰ بجے رات تک عدالت لگائے رکھتے ہیں اس لئے اُنہیں صبح ۹ بجے سے رات کے ۹ یا ۱۰ بجے تک کام کرنا پڑتا ہے۔

(عام)

ہماری بائبل اور مُسلم علماء

یہ ایک بالکل نئی کتاب ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہو کر معرض ظہور میں آئی ہے۔ اس میں بائبل مقدس کی بابت ایسی اہم و ضروری باتوں کا بیان کیا گیا ہے جن کا جاننا ہر ایک مسیحی مناد اور مبشر اور ہر ایک مسیحی کے لئے اشد ضروری و لازمی ہے۔ بائبل دوست مسیحیوں کے لئے یہ کتاب ہر اعتبار سے قیمتی ہے۔ بائبل کا تواتر۔ اسکی اصلیت و اعتبار۔ اُس کی عالمگیر فتح۔ اس کی قدر و قیمت۔ اس کی ہستی کے شاہد۔ اس کے الہام کی خوبی وغیرہ پر وہ روشنی ڈالی گئی ہے جو چشم بصیرت میں چکا چوند پیدا کر دے۔ اس کے ساتھ ہی بائبل مقدس کی صحت و صداقت پر ہند کے مُسلم علما کی گواہیاں بیان کر کے مسلمانوں پر سے اس باطل الزام کو رفع کر دیا گیا ہے کہ کل مُسلمان بائبل کی سچائی اور صداقت کے منکر ہیں۔ غرضیکہ یہ کتاب بائبل کی تحریف کے مدعیوں کے لئے ایک لاجواب کتاب ہے جو مسیحیوں اور مسلمانوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ بائبل دوست اصحاب سے امید کی جاتی ہے کہ وہ بائبل کی قدر و قیمت کو جاننے اور پہچاننے کے لئے اس کتاب کو منگا کر ضرور پڑھینگے اور اپنے مسلم دوستوں تک اسے ضرور پہنچائینگے۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی عمدہ ضخامت ۱۴۴ صفحے فی جلد ایک روپیہ (عمر) اور محصولڈاک بذمہ خریدار ہے۔ پتہ ذیل سے کتاب طلب فرمائیں۔

پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر نور افشاں
میکلوڈ روڈ۔ لاہور

یہ خبر بالکل غلط ہے کہ لارڈ لٹن گورنر بنگال مستعفی ہونے والے ہیں۔ وہ تین ماہ تک انگلستان رہ کر اپنی میعاد تعطیل ختم ہو جانے پر موسم سرما میں کلکتہ پہنچینگے۔

(عام)

تحقیقِ آریا

مصنفہ

عالیجناب مولینا مولوی پادری سلطان محمد پال خانصاحب فاضل عربی

پر

ریویو

نمبر دوم

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ۔ پی۔ ایل ایل ایٹ ایل۔ بی۔ ایم۔ قصور۔ کوٹ پیراں)

پھر اسی تمہید میں مولینا مولوی پادری سلطان محمد پال صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ”دیانند جی کے معدودے چند چیلے جنکا شمار نہایت قلیل ہے اپنے گروُ کی تقلید میں بجائے ہندو کے جو ملک کا تواریخی اور یادگاری نام ہے۔ آریا کہلانے کو زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں۔ اور اس سے شریف۔ عالم اور مہذب کے معنی لیتے ہیں۔ اور اپنے بالمقابل تمام دیگر مذاہب کے مہذب لوگوں کو شودر۔ دسیو (ملیچھ ڈاکو) جاہل۔ مُردار۔ بے ایمان کے بے حد نامناسب ہتک آمیز اور نفرت انگیز ناموں سے پکارتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲ فقرہ نمبر ۵۴ وغیرہ۔

آریہ صاحبان گو اپنے آپ کو لاکھ مہذب۔ شریف۔ عالم کہیں۔ مگر تاریخی حیثیت سے علماء کی نظر میں وہ کاشتکار یعنی دیہاتی گنوار ہی ثابت ہوتے ہیں۔ جیسے شہریوں کے مقابلہ میں گاؤں کا ایک گنوار دہقان اور ہیں۔“

ہم پادری صاحب موصوف کی اس تحقیق انیق کی داد دیتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ آجکل جو لوگ اپنے آپ کو آریا کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ اُن کو حقیقت میں **دیانندی آریا** کہنا چاہئے۔ کیونکہ اسم ”آریا“ مذہب کا نام نہیں بلکہ ایک ایسی قوم کا نام ہے جو کہ کاشتکاری کرتی تھی۔

اگر محض وید کو ماننے کی وجہ سے چند اشخاص اپنے آپ کو آریہ کہیں تو یہ بالکل بیجا امر ہے۔ کیونکہ آریا وہ قوم تھی کہ جس کی باہمی جدائی سے انڈو آریا۔ اور جرمن اور ایرانی وغیرہ ہو گئے تھے اور اس کی شاخ انڈو آریہ قوم وہ نہیں۔ جو صرف ویدوں کو مانتی ہو۔ بلکہ اب پنجاب اور ہندوستان کی آریا قوم میں ہندو عیسائی، مسلمان بھی ہیں۔ ہندو بھی آریا لوگوں کا دوسرا نام ہے جو اور قوموں نے رکھ دیا تھا۔ ویدوں میں آریا قوم میں سے اُن لوگوں کو بھی جو رشیوں کے دیوتاؤں کو نہیں مانتے تھے اور ماننے والوں سے دشمنی کرتے تھے آریا کہا گیا ہے۔ دیکھو رگوید منڈل ٦ گیت ٦-١ اے نیکوں کے مالکو! تم ہمارے آریا دشمنوں کو مارو۔ ہمارے دسا دشمنوں کو مارو۔ ان سب کو جو ہم سے دشمنی کرتے ہیں ہلاک کرو۔ میورس سنسکرت ٹیکسٹ جلد ٥ صفحہ ٣٧٨۔

ایک اور جگہ یوں لکھا ہے کہ اے نہایت ممدوح جو کوئی دیوتاؤں کا منکر خواہ دسا خواہ آریا ہمیں مغلوب کرنا چاہتا ہے ہمارے لئے اُن دشمنوں پر غالب ہونا آسان کر۔ تیرے وسیلے سے ہم اُنہیں لڑائی میں قتل کرتے ہیں۔ میکڈونلڈس ویدک سیلیکشن صفحہ ١٣٠۔

ان مقاموں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صرف ویدوں کے ماننے والے ہی آریا نہ تھے۔ لیکن اُن کے مخالفین بھی اسی نام سے کہلاتے تھے۔ پس اس زمانہ کے آریوں کا یہ کہنا ہرگز درست نہیں ہے کہ ہم محض ویدوں کو ماننے کی وجہ سے آریا کہلاتے ہیں کیونکہ مندرجہ بالا منتروں میں ویدوں ہی کے ماننے والوں کو آریا نہیں کہا گیا ہے۔ بلکہ یہ صرف ایک کاشتکار قوم کا نام ہے۔ نہ کہ کسی مذہب کا۔ اگر ہندوستانی ہندوؤں کو جو دیانندی چیلے بن گئے ہیں آریا کہلانا ہی پسند خاطر ہے (اگرچہ اُن سب کا پیشہ کاشتکاری نہیں ہے) تو اپنے آپ کو بڑے شوق سے دیانندی آریا کہا کریں۔ کیونکہ اس سے پیشہ کاشتکاری کی تخصیص دور ہو کر ایک مذہبی خصوصیت قائم ہو جائیگی۔ لیکن اگر دیانندی آریا کہلانا مکروہ اور بُرا معلوم ہو تو **دیو آریا** نہایت ہی موزوں لفظ ہے۔ جو کہ ویدوں کے عین منشا کے مطابق بھی ہے۔

اس ضروری تمہید کے بعد پادری صاحب ممدوح نے **حصہ اول کے باب اول میں** آریوں کی اصلیت اور آریا قوم کی مختصر تاریخ زیب رقم فرمائی ہے اور آریوں کے اصلی وطن کا پتہ بتایا ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"آریا وسط ایشیا سے آئے تھے"۔ اور اس بارے میں ڈاکٹر ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر صاحب کی تاریخ ہند اور مختصر تواریخ ہند اور رسوم ہند اور رسالہ کائستھ سماچار الٰہ آباد کا حوالہ دے کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ واقعی وسط ایشیا ہی سے آئے تھے نہ کہ وہ قدیم زمانہ ہی سے ہند میں آباد تھے۔" اسکے بعد

پادری صاحب بالکل بجا فرماتے ہیں۔ کہ "یہ ایک حقیقت ہے کہ جس قوم کی تاریخ یا کوئی قومی یادگار نہیں ہوتی وہ اس قابل بھی نہیں ہوتی کہ اُس پر قوم کے مبارک لفظ کا اطلاق کیا جائے۔ یا اسکو زندہ قوموں میں شمار کیا جائے۔ آریوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ نہ ان کا کوئی اتہاس (تاریخ) تھا اور نہ کوئی قومی نشان پھر اگر کوئی بھی تواریخ لکھے تو کیسے لکھے! اس وقت تک اُن کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یا آیندہ لکھا جائیگا۔ اناریوں یعنے غیر آریوں کی عرقریزی اور محنت کی بدولت ہے جنکا آریوں کو شکرگذار ہونا چاہئے تھا۔ مگر یہ احسان فراموش اصحاب بجائے شکریہ ادا کرنے کے ان بندگان خدا کو اناڑی اور جاہل وحشی کا خطاب عنایت کرتے ہیں۔ جو اُن کے اخلاق کا اعلےٰ ثبوت ہے۔ غرضیکہ آریا قوم کی کبھی نہ کوئی تواریخ لکھی گئی اور نہ ہی ان رام کہانیوں کے سوا کوئی ایسی معتبر شہادت ملتی ہے جس سے اُن کے ظلمت کدہ پر روشنی پڑسکے۔ جب ہم غیر اقوام محققین کی لکھی ہوئی تواریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو مطلع صاف دکھائی دیتا ہے کہ آریا اپنے ہیولانی عالم سے لیکر آج تک بجز اُن کی پولیٹیکل خونریزیوں کے جو ایک مدت مدید تک ان میں قائم رہیں کوئی مذہب نہیں ہوا۔

ہمارے قابل اور لائق فائق پادری صاحب کا فرمانا بالکل حق اور بجا ہے۔ لیکن اگر رگوید سنگھتا بابو رمیش چندر دت اور بھارت ورشیہ اوپاسک سمپردائے مصنفہ بابو اکھے کمار دت کا مطالعہ کیا جائے اور ساتھ ہی کتاب آرین ڈنمس مصنفہ کے۔ این بینرجی۔ اور پارسی ریلیجن مصنفہ جان ولسن صاحب کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ تو اس امر پہ کہ "آریا قوم کس ملک کی رہنے والی تھی اور اُن کا اصلی وطن کہاں تھا؟" کافی روشنی پڑتی ہے۔ مصنفان عالی وقار ومحققان نامدار نے اس امر کو بڑے شد ومد کے ساتھ ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ اہل ہنود کے بزرگ ابتدا میں وسط ایشیا کے باشندے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بحر کیسپین کو جانتے تھے۔ اس کنارے پر اور میدیا میں رہتے تھے اور جنگ وجدل کیلئے دریائے فرات کے کنارے پر یا اسوریہ یا بابل کی سرحدوں پر بھی فراہم ہوتے تھے۔

چونکہ یہ ایک معرکتہ الآرا بحث ہے۔ اس لئے ان کتابوں کا ملخص ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

بمبئی کے مشہور مفرور ڈاکو کی گرفتاری

بابو چھٹے والا جو کئی ناموں سے مشہور ایک بدنام ڈاکو ہے اور جو گذشتہ اپریل میں اسپلینڈ پولیس اسٹیشن کے قیدخانہ سے بھاگ گیا تھا آخر مقام جلگاؤں (مغربی خاندیس) میں پولیس نے گرفتار کر لیا ہے اور اسے ۲ سال قید کی سزا ہوئی ہے (عام)

حافظ قائم الدین صاحب مسیحی مبلغ

آپ ایک نیک دل۔ پاکیزہ خیال۔ پرہیزگار اور ہمدرد انسان ہیں۔ جنکے فضائل و عادات سے سراسر شرافت ظاہر ہوتی ہے۔ طرز عمل ہمدردانہ اور گفتگو میں ایسی شائستگی پائی جاتی ہے کہ آپ کا عارفانہ کلام کسی کی دل آزاری کا باعث نہیں ہوتا۔ باوجود عقائد میں اختلاف ہونے کے کسی مذہب و ملت کے پیشواؤں کے اسماء کی توہین ان میں نہیں پائی جاتی۔ جب کبھی اُن سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو نہایت حلیمی کے ساتھ سوال کا جواب دیکر کسی زائد حد تک تجاوز نہیں کرتے۔ خود اپنے دینی جوش میں بھرپور اور عیسیٰ مسیح کی محبت میں مخمور دکھائی دیتے ہیں۔ مگر دینی جذبہ بدنما شکل کا نہیں۔ بلا تفریق مذہبی ہر بشر کے لئے ہمدردی و غمخواری اور محبت و اخلاق میں یکساں ہیں۔ دوسرے کے فائدہ کے لئے اپنا نقصان اُٹھانا منظور ہے۔ . . . ہمدردانہ اور نیک سلوک کے نمونے جو آپ نے بلا کسی غرض کے لوگوں میں قائم کئے جنکے بیان کرنے سے بہت طول ہوتا ہے اُن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ تعصب سے خالی اور صلح کل ہیں۔ آپ کا کسی گلی یا بازار سے گذرنا یعنی اپنی زندگی کا نیک نمونہ دکھانا بھی ایک اعلیٰ تبلیغ ہے گویا آپ کی انسانیت ہر ایک کے لئے نقل کرنے کے قابل ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ آپ قصبہ باٹھیور ضلع گورداسپور میں مقیم ہیں۔ مگر آپ کی خوش بو قریباً ہر ایک بشر تک پہنچ چکی ہے۔ ہر ایک ادنےٰ اعلیٰ کی عزت کرنا آپ کے حسن اخلاق کا ثبوت ہے۔ آپ کی زندگی میں کوئی ایسی بات نہیں جو مقبول عام نہ ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ دنیا کی نجات کا مسیح کا کفارہ پیش کرتے ہیں۔ آپ کی وساطت سے مجھے مشنری صاحب پٹھانکوٹ سے ملنے اور اُن کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ بیشک آپ بھی ایک فرشتہ سیرت ہیں۔ علاوہ اس کے بوجہ وجوہات خاص کچھ اظہار کرنے سے لاچار ہوں۔

خاکسار۔ آر۔ ایس۔ خان

مبارکباد

ہم نہایت خوشی سے یہ خبر شائع کرتے ہیں کہ خدا نے مسٹر اور مسز جوزف مائیکل نور احمد کو ۶/۲۶ کے روز دن کے ۹½ بجے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ ہم نوآمد بچے کے والدین کو اور نانا نانی کو صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا باپ بچے کو عمر کی درازی اور پیری اور سلامتی بخشے۔ آمین

لاہور میں بارش

خدا کا شکر ہے کہ مورخہ ۱۴ جولائی کے روز لاہور میں خوب بارش ہوگئی ٹمپریچر ۱۱۰ ڈگری کو چھو کر نیچے آگیا۔ لاہور نشین آج پہاڑ نشینوں کی آب و ہوا کے لطف اُٹھا رہے ہیں اور ساتھ ہی خدا کا شکر کر رہے ہیں۔ آخر غریبوں کا بھی اللہ بیلی ہے۔ اب تو پہاڑ نشین صاحبان بھی بھاگے بھاگے نیچے اُتر آئیں گے پُرانہیں لاہور کی گرمی کا لطف کھو کر اعتدال موسم کا کیا مزا ملیگا؟ جو اصحاب گرمی کی شدت میں تپکر براؤن ہوئے اُن سے آج کی بہار کا مزا دریافت کیجئے۔ اُن کے لئے ہوا کا ایک ایک جھونکا فرحت فزا اور جانبخش ہے اور گرمی سے جھلسے ہوئے چہرے پر زندگی اور تازگی کا اثر پیدا کر رہا ہے۔ فرماؤ کون نفع میں رہے؟ یقین جانو دُکھ اور آرام کی قدر وہی جانتا ہے جو دُکھی ہوتا ہے۔ ہمیشہ سُکھ اور آرام میں رہنے والوں کے لئے سُکھ اور آرام بھی دُکھ بنجاتا ہے۔

کیا آپ ایک نیا خریدار نور افشاں دے سکتے ہیں؟

مسیحیت کیا ہے؟ لیکچر

پبلک کو دعوتِ عام

جملہ مسیحی اور غیر مسیحی دوستوں کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ سلطان المناظرین جناب پادری مولوی سلطان محمد خاں صاحب فاضل عربی (مصنف متعدد کتب مناظرہ) اور فصیح البیان جناب پادری عبدالحق صاحب (مصنف اثبات التثلیث فی التوحید) جن کے کلام معجز نظام کا ہند میں عموماً اور پنجاب اور یو۔ پی میں خصوصاً شہرہ ہے مسیحی مذہب کی صداقتوں پر تقریریں کرنے کو تشریف لا رہے ہیں۔ مہربانی سے آپ خود تشریف لائیں اور مذہبی صداقتوں کے متعلق لیکچروں اور مقابلہ مذاہب پر گفتگو سے فائدہ حاصل کریں روزانہ ۶ بجے شام کو شروع میں ایک گھنٹہ تقریر ہوگی بعدہٗ سوال و جواب کے لئے ایک گھنٹہ کا موقع دیا جائیگا۔

(۱) شیخوپورہ۔ میدان صابان | ۲۲ جولائی جمعرات

منڈی اور پرانا شہر

مضمون۔ تناسخ ۔ پادری عبدالحق صاحب

۲۳ جولائی ۔ جمعہ ۔ مضمون ۔ نجات ۔

پادری سلطان محمد صاحب ۔

۲۴ جولائی ۔ سنیچروار ۔ مضمون ۔ عالمگیر مذہب

پادری عبدالحق صاحب

۲۵ جولائی ۔ اتوار ۔ مضمون ۔ حدوث روح و مادہ

پادری سلطان محمد صاحب

(۲) خانقاہ ڈوگراں

۲۶ جولائی ۔ سوموار ۔ مضمون ۔ حقیقت صلیب

پادری عبدالحق صاحب

۲۷ جولائی ۔ منگلوار ۔ مضمون ۔ بائبل شریف از روئے قرآن و حدیث ۔

پادری ۔ سلطان محمد صاحب

۲۸ جولائی ۔ بدھوار ۔ مضمون ۔ مسیح کی آمد ثانی

پادری عبد الحق صاحب

۲۹ جولائی۔ جمعرات۔ مضمون حقیقت توحید
پادری سلطان محمد صاحب

(۳) پھلروالی

۳۰ جولائی۔ جمعہ۔ مضمون۔ دنیا پر بائبل کا اثر
پادری۔ سلطان محمد صاحب

۳۱ جولائی۔ سنیچروار۔ مضمون۔ کفارہ
پادری سلطان محمد صاحب

(۴) جھنڈا یالہ شیر خاں

۲ اگست۔ سوموار۔ مضمون مسیح از روئے قرآن واہلِ اسلام۔
پادری سلطان محمد صاحب

۳۔ اگست۔ منگلوار۔ مضمون۔ گناہ آدم۔
پادری سلطان محمد صاحب۔

المشتہران:۔ پادری چونی لعل (شیخوپورہ) پادری ایبل (خانقاہ ڈوگراں) پادری بوٹا مل (جھنڈا یالہ شیر خاں) بابو حاکم خان (پھلروال) پادری ای کلیمنٹ (شیخوپورہ)

اطلاع عام

سنا گیا ہے کہ ایک شخص ادھر اُدھر گاؤں اور شہروں میں جا کر مسیحیوں کے قبرستان لالہ موسےٰ کے لئے چندہ فراہم کر رہا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اطلاع ہذا درخواست کی جاتی ہے کہ کوئی مسیحی شخص مذکور کو برائے قبرستان لالہ موسےٰ چندہ نہ دیوے۔ کیونکہ ہمیں قبرستان کے لئے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت ہمارے پاس دو قبرستان موجود ہیں۔

المشتہر ڈاکٹر ایچ سکاچ من
لالہ موسےٰ۔

نور افشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجیے

سکولوں اور دیہاتی مجمعوں کے لئے گیتوں کی کتاب

بہترین گیتوں کے لئے "رورل کمیونٹی بورڈ" کی طرف سے انعامات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

رورل کمیونٹی بورڈ پنجاب کا ارادہ ہے کہ ایسے گیتوں کی کتاب مرتب کی جائے جو سکولوں اور دیہاتی مجمعوں میں گانے کے لئے موزوں ہوں۔ اس ضمن میں بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو گیت کتاب مذکورہ میں درج ہونگے۔ اُن میں سب سے اچھے گیت کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ اور دوسرے درجہ کے گیت کے لئے ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اس کے علاوہ جتنے گیت درج ہونگے ان میں ہر گیت کے لئے ۲۵ روپیہ تک کا انعام دیا جائیگا۔ گیتوں کے متعلق یہ شرط ضروری ہے کہ زبان سادہ ہو۔ وہ اُردو دیو ناگری یا گورمکھی حروف میں لکھے جائیں۔ ان کا عام انداز قومی ہو۔ لیکن فرقہ وارانہ یا جماعتی ہرگز نہ ہو تمام گیت خان بہادر سید مقبول شاہ صاحب سکرٹری رورل کمیونٹی بورڈ لاہور کی خدمت میں ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء تک پہنچ جانے چاہئیں۔

ضرورت

۲/۱

وکٹوریہ ہسپتال کوئٹہ کے لئے ایک نرس اور ایک کمپونڈر کی فوری ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ایک کو ۵۰ روپیہ اور دوسرے کو ۶۰ روپیہ ماہوار ملیگی۔ یونیفارم۔ دھوبی اور رہائش کے مکان مفت ملینگے۔ تازہ سرٹیفکیٹ اور سند کے ساتھ درخواستیں میڈیکل افسر کوئٹہ کے نام روانہ کی جائیں ؁

خبریں

مدراس ۳ جولائی۔ کمشنر پولیس نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے۔

نوٹس دیا جاتا ہے کہ تا ہدایت ثانی ایکٹ نمبر ۱۸۸۸ء کی دفعہ ۴۱ کے ماتحت مدراس شہر کی حدود کے اندر کسی بازار میں یا سڑک پر یا کسی بازار یا سڑک کے کونے میں یا شارع عام یا پبلک جگہ پر کسی انتخابی جلسے یا جلوس کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ کیونکہ متذکرہ بالا مقامات میں ایسے جلسوں کے انعقاد سے گاڑیوں اور پیدل اشخاص کی آمد و رفت میں رکاوٹ پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اور سلامتی عامہ کے مفاد میں ایسی ممانعت کیا جانا ضروری ہے۔

(بندے ماترم)

کلکتہ ۱۳ جولائی۔ کلکتہ کارپوریشن کے دو مسلم ممبران نے جنہوں نے ڈپٹی میئر کے طرز عمل کے متعلق تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی کی تقرری کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر استعفےٰ دیدیئے تھے۔ اب آخرکار اس معاملہ پر دوبارہ غور کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سکرٹری کے نام ایک چٹھی میں وہ لکھتے ہیں کہ ہمارا مستعفی ہونا اس امر کا ایک قطعی مظاہرہ ہے کہ کلکتہ کارپوریشن میں سوراجیہ کے ماتحت مسلم قوم کی حالت کیسی بے بسی کی ہے۔ اور کہ ہندوؤں کا موجودہ رویہ ہندوستان میں خیال کردہ سوراجیہ کے ماتحت مسلمانانِ ہند کے مستقبل کے بارے میں مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے والا ہے۔

(م)

معلوم ہوا ہے کہ لالہ لاجپت رائے جی ۱۵ جولائی کی بجائے ۲۳ جولائی کو مارسیلز سے ہندوستان واپس تشریف لانے کے لئے جہاز پر سوار ہونگے۔

(م)

شملہ ۱۳ جولائی - پنجاب یونیورسٹی میں سرجان مینارڈ کی جگہ سرجیفری ڈی مونٹ مورنسی وائس چانسلر مقرر ہوئے ہیں۔

(ر)

سکندرآباد ۱۳ جولائی نظام کے علاقہ میں چترجیون اور مرہٹہ انسائیکلوپیڈیا ضبط کرلئے گئے ہیں

(ر)

شملہ ۱۴ جولائی - بیگم صاحبہ سرحبیب اللہ آج صبح رحلت فرماگئیں۔

(ر)

پانیر لکھتا ہے کہ افغانستان کی فوج کو اب زیادہ تنخواہ ملاکریگی - کیونکہ گذشتہ سال کے میزانیہ میں ۴۰ ہزار پونڈ کی بچت ہوئی ہے۔

(ر)

لنڈن ۱۱ جولائی - دنیا بھر کے ڈاکٹروں کی کانفرنس ۱۰ ستمبر میں نیویارک میں منعقد ہوگی اس میں سرطان کے متعلق خاص طور پر غور کیا جائیگا۔

(ر)

جبلپور ۱۳ جولائی - سوراجیہ پارٹی کل اپنے اجلاس میں کاؤنسل مجالس کے لئے امیدوار نامزد نہ کرسکی - اس لئے ایگزیکیوٹیو نے پراونشل کانگرس کمیٹی سے دس دن کی اور مہلت طلب کی ہے - یہ مہلت ایگزیکیوٹیو کو ملگئی ہے۔

(ر)

بمبئی ۱۳ جولائی - بمبئی پریزیڈنسی میں رہا شدہ قیدیوں کی امداد کے لئے جو سوسائٹی قائم ہے - اسکی گذشتہ ششماہی مختتمہ ۳۰ جون کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوسائٹی مذکور کے ایجنٹوں نے ۴۲۸ رہا شدہ قیدیوں کی مدد کی - جن میں ۳ عورتیں بھی شامل تھیں - ان میں سے دوسو کو اس وقت تک مدد اک بہم پہنچائی گئی جب تک کہ ان کے اپنے روزگار کا کوئی انتظام نہیں ہوا - ان لوگوں میں سے ایک شخص چینی بھی تھا۔

ہندو سبھا بڑودہ کی کوششوں سے بھی کاٹھیاواڑ ایجنسی کی پدھار اور ڈھابا دو چھوٹی ریاستوں کے راجپوت شدھ ہوگئے - یہ راجپوت پرانے زمانے میں مسلمان ہوگئے تھے - ٹھاکر صاحب بیرپور پردھان بنائے گئے تھے - دیگر راجپوت اور پنڈت بھی شدھی کرتے وقت شامل ہوئے تھے برہمنوں کا برہم بھوج کیا گیا اور شدھ ہوئے راجپوتوں نے دوسرے راجپوتوں کو کھانا کھلایا۔

(ر)

کلکتہ ۱۲ جولائی - ہندو مسلم فساد کے سلسلہ میں کمبارٹولی میں آٹھ مسلمان گرفتار کئے گئے ہیں۔

(ر)

دہلی ۱۳ جولائی - پولیس فساد کے متعلق ابھی تک تحقیقات کررہی ہے اور مزید گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔

پولیس محرم میں امن قائم رکھنے کے متعلق انتظامات کررہی ہے۔

(ر)

دہلی ۱۳ جولائی - دیش بندھو اڈیٹر تیج کے خلاف مقدمہ آج پھر ملتوی کردیا گیا ہے - کیونکہ جس مضمون کی بنا پر مقدمہ چلایا جارہا ہے اس کا ابھی تک ترجمہ نہیں ہوا۔

(ر)

کلکتہ ۱۳ جولائی - پٹنہ کے فساد سے پیدا شدہ صورت معاملات پر غور کرنے کے لئے آج شام ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا اور متعدد اصحاب نے جو فساد کے بعد پٹنہ کا معائنہ کرکے آئے ہیں اپنے تجربات بیان کئے - تقریر کنندگان نے اس بات پر زور دیا کہ کئی دیہات جنکا انہوں نے معائنہ کیا ہے لوٹ کے بعد بالکل خالی ہوگئے ہیں - جہاں تک وہ معلوم کرسکے ہیں عورتوں کی بے حرمتی کے چند واقعات ہوئے ہیں - ایک مقرر مسٹر دیوپرشاد گھوش نے مجسٹریٹ اور پولیس کی بہت تعریف کی کہ انہوں نے بڑی عقلمندی سے صورت معاملات کا سامنا کیا - ابھی تک لوگ دھان کے کھیتوں میں رہتے ہیں - لیکن پولیس نے ان کی حفاظت کے لئے نہایت عمدہ انتظامات کردیئے ہیں - آپ نے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے روپیہ کے واسطے اپیل کی۔

(ر)

دہلی ۱۳ جولائی - چند آریہ سماجیوں کے خلاف ایک سولہ سالہ مسلمان لڑکی کو زبردستی شدھ کرنے کا مقدمہ آج سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا - شدھ شدہ لڑکی نے اپنے بیان میں کہا کہ وہ ہندو دھرم میں اپنی مرضی کے مطابق داخل ہوئی - اسے کسی نے اس کے لئے مجبور نہیں کیا۔

(ر)

مدراس ۱۳ جولائی - آج کونسل کے اجلاس میں یہ بیان کیا گیا کہ کس طرح ایک خوردسالہ لڑکی ایک عیسائی کو دی گئی اور گورنمنٹ نے اس معاملہ میں دخل اندازی نہ کی - پالاگھاٹ کے قریب تھالالئی گاؤں کے ایک آدمی مسمی مارچیٹی نے اپنی لڑکی پالا پی کے مسٹر پال کو تھوڑی سی رقم لیکر دیدی۔

ایک دستاویز کے ذریعہ اس لین دین کی کارروائی کو درج رجسٹر کیا گیا اور لکھا گیا کہ یہ ایک ہبہ ہے جس کے ذریعہ ایک ہندو اپنی لڑکی کو ایک عیسائی کے حوالے کرتا ہے - کیونکہ وہ لڑکی کے اخراجات خوراک و رہائش ادا نہیں کرسکتا - اس ہندو کو سفرخرچ کے لئے پانچ روپے دیئے گئے۔

گورنمنٹ نے تمام حالات کی دریافت کرکے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مداخلت کی کوئی

وجوہات نہیں ہیں۔

(ر)

اس وقت تک دہلی میں کل ۳۴۴ گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ جن میں سے ۷۶ ہندو اور ۲۷ مسلمان ہیں۔ ہندوؤں کی گرفتاریوں کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ چنانچہ ۱۰ جولائی کو بھی ہندو گرفتار ہوئے ہیں۔

(ر)

برلن ۹ جولائی۔ دنیا کے سامنے میں یہ خیال پھیل رہا ہے کہ جرمن پریس آرڈر موصول ہونے پر ہر ایک کے جعلی نوٹ تیار کر دیتے ہیں چنانچہ کئی پریسوں کو افریقہ۔ ہندوستان۔ آسٹریلیا وغیرہ سے ایسے آرڈر موصول ہوئے ہیں۔ مثلاً ابھی برطانی مغربی افریقہ سے جرمنی کے کئی پریسوں کو ایک پونڈ کا نوٹ ایک تعداد کثیر میں تیار کرنے کا آرڈر موصول ہوا۔ جنہوں نے اسے محکمہ تحقیقات جعلسازی میں بھیج دیا۔ اس نے افسران برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دیدی۔ برطانوی سفیر نے ان تمام پریسوں کو اس اطلاع کے لئے پچاس پچاس پونڈ انعام تقسیم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

(ر)

میونک ۱۰ جولائی۔ جنرل لوڈنڈروف کی بیوی نے اس بنا پر ان سے طلاق حاصل کر لیا کہ وہ سیاسیات میں اتنے منہمک رہتے تھے اس کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے۔

(ر)

لندن ۹ جولائی۔ پل اینڈ اوربنکنگ کو اپریشن کے سالانہ جلسہ میں لارڈ انچکیپ نے انڈین کرنسی رائل کمیشن کی سفارشات کے نتیجہ کے متعلق یہ پیشینگوئی کی ہے کہ روپیہ کی مستقل قیمت ۱۸ پنس مقرر کر دی جائیگی۔ دیکھئے یہ خبر کہاں تک درست ہے۔

(ر)

سرکاری اطلاع

رائل ملٹری کالج سینڈھرسٹ میں ہندوستانیوں کا داخلہ

(۱) پریس کمیونیک مورخہ ۲۳ جون ۱۹۲۶ء کے سلسلہ میں اطلاع عامہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ رائل ملٹری کالج سینڈھرسٹ میں ہندوستانی طلباء کے داخلہ کے لئے امتحان داخلہ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے شملہ میں ۲۰ ستمبر ۱۹۲۶ء اور ما بعد کی تاریخوں میں منعقد کیا جائیگا۔

(۲) ان ترمیم شدہ ضوابط متعلقہ عمر کے مطابق جو سینڈھرسٹ کالج میں داخل ہونے والے ہندوستانی اُمیدواروں کے لئے عارضی طور پر منظور کئے گئے ہیں۔ یہ لازمی ہے کہ آئندہ امتحان داخلہ میں بیٹھنے والے امیدواروں کی عمر یکم جنوری ۱۹۲۶ء کو ۱۸ اور ۲۰ برس کے درمیان ہو۔

(۳) امیدواروں کو لازم ہے کہ وہ اپنی درخواستیں معہ ضروری سرٹیفکیٹوں کے اپنے اپنے ضلع اور ڈویژن کے ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کی وساطت سے ایسے وقت پر پیش کر دیں کہ وہ صاحب پرائیویٹ سکریٹری ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر بالقابہ کے دفتر میں ۱۵ اگست ۱۹۲۶ء سے پہلے پہنچ سکیں۔ اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائیگا۔

(۴) جن امیدواروں کے حق میں کمشنر صاحبان سفارش کرینگے انکو مجلس انتخاب (سیلیکشن کمیٹی) کے روبرو ۱۲ اگست ۱۹۲۶ء روز جمعرات بوقت ساڑھے تین بجے بعد دوپہر بمقام ہارنس کورٹ شملہ بغرض ملاقات پیش ہونا ہوگا۔

مظفر خاں۔ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب۔

پیغام صلح کی لغو بیانی

پیغام صلح مطبوعہ ۴ جولائی کے افتتاحیہ میں بعض پیغام صلح نے پادری احمد شاہ کی صاحب کی بابت کہ آپ امہات المومنین کے مصنف ہیں نا قابل تلافی لغو بیانی کر کے ایک طرف مسلم پبلک کو مشتعل کیا ہے۔ دوسری طرف پادری احمد شاہ صاحب کے خاندان کو جو آجکل کشمیر میں ہے ناحق تشویش میں ڈالا ہے۔ ہم آئندہ نمبر میں آپ کا بیان شائع کرینگے۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عمر

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عمر

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ۔ تیجہ۔ چوتھیہ۔ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ المشتہر:۔

ڈاکٹر ای۔ این او جیڈیا یہ خورجہ ضلع بلندشہر

مایوس و لاعلاج مریضوں کو مژدہ

ڈاکٹر ایچ۔ جے۔ لوہیر

بی۔ ایم۔ ڈی ڈی۔ ایس سی۔ بی ایچ۔ ایم۔ ڈی ایچ دائی ایم۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ایچ۔ سی۔

ڈاکٹر ایچ۔ جے لوہیر کے نام سے کونسا خواندہ پنجابی اور ہندوستانی بے خبر ہے۔ آپ کا کارامید۔ مینک دنیا بھر میں مشہور دوائیں ہیں۔ یہ آپ بھی عورت مرد ان امراض کے لئے تریاق کا حکم رکھتے ہیں جنکے علاج سے خود بیچارہ نا امید ہو چکے ہیں آپ چند ماہ سے جیل روڈ لاہور میں مقیم ہیں۔ آپ کا شفا خانہ میکلوڈ روڈ قریب دفتر نور افشاں لاہور کھلا ہے جہاں ۸ بجے کے ۸ سے ۱۱ تک اور شام کے ۷ سے ۸ بجے تک علاج کیا جاتا ہے۔ آپ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج ہو کر دیکھیں بفضل خدا شفا کا ضرور انعام پائینگے +



کے بعد ان اصحاب کا شکریہ فرض ہے جو بلا معاوضہ صرف قوم کی خاطر سرتوڑ کوشش کرکے اس کمپنی کو ہر دلعزیز بنا رہے ہیں۔ اس کا سہرا دونوں آنریری مینیجنگ ڈائرکٹران کے سر ہے جو اپنے منصبی کام کے علاوہ اس خدمت کو قومی خدمت سمجھ کر کر رہے ہیں۔ یعنے پادری ڈاکٹر جے سی ڈک صاحب ایم۔ اے اور پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کے جنرل مینجر مسٹر ایف ٹی وارث جو قومی بہتری کے ہر ایک کام میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ ہاں سکرٹریان فنڈ کا شکریہ ادا نہ کرنا بھی احسان فراموشی ہوگا۔ خاکسار فیلڈ سکرٹری ہونے کا جوش بانہ سونہ ملک میں دورہ کرتے رہتے اور کمپنی کے لئے نئے ممبر پیدا کرتے۔ وہ نہ سردی دیکھتے نہ گرمی بار بار پھرتے۔ جہاں ان کو معلوم ہوتا کہ کوئی کنونشن یا مسیحی میلہ ہے فوراً پہنچتے اور کسی نہ کسی کو ممبر بناکر ہی چھوڑتے ہیں۔ امید ہے کہ اگر اسی سرگرمی سے کام ہوتا رہا۔ تو وہ دن دور نہیں کہ کمپنی کا کاروبار کروڑوں تک جا پہنچے۔

ان چند سطور کے لکھنے سے میرا مدعا صرف یہ ہے۔ کہ ہمارے غریب مسیحی بھائی زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اس کی ممبری اختیار کریں اور اپنا اور اپنی اولاد کا بھلا کریں۔ اس کمپنی میں کئی قسم کے مختلف فنڈ ہیں۔ بیمہ زندگی کا فنڈ۔ بڑھاپے کی پنشن۔ بیواؤں اور یتیموں کیلئے پنشن۔ بچوں کے لئے تعلیمی وظائف وغیرہ۔

میں ایک بیوہ کو جانتا ہوں جس کا خاوند غریب تھا وہ اس فنڈ میں داخل ہوا۔ شاید اس نے ایک آدھ سال چندہ دیا ہوگا۔ کہ بقضائے الٰہی فوت ہوگیا۔ برسوں سے اس کی بیوہ پنشن پا رہی ہے۔ اس پنشن سے نہ صرف اس نے اپنا ہی گذارہ کیا۔ بلکہ بچوں کو تعلیم دلائی۔ دو بیٹیوں کی شادی بھی کی اور اب تک پنشن حاصل کر رہی ہے۔

مسیحی بھائیو۔ اب وقت ہے کہ آپ اس کمپنی میں داخل ہو جاویں۔ روپیہ جمع کرادیں۔ کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کمپنی قوم کی بھلائی کی خاطر خداوند کے نام پر جاری ہے۔ اس کا نام آج ہی نوٹ کرلیں۔ اور ضروری کاغذات منگوا کر ممبر ہو جاویں۔

کرسچن میوچوال انشورنس کمپنی لمیٹیڈ لاہور

راقم آسمانی بیمہ کا ممبر

قوم کا خیر خواہ

موگا میں دیہاتی مسیحیوں کی کنونشن کے چشم دید حالات

کمرہ سے باہر نکلتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ کوئی بجلی کے پنکھے تلے لیٹ رہا ہے کوئی خس کی ٹٹی کے مزے لے رہا ہے۔ جانور ہیں کہ درختوں پر بسیرا کئے بیٹھے ہیں کہ شدت تمازت آفتاب کم ہو تو اڑیں۔ نزدیک دور جاکر چریں چگیں پیٹ پالیں۔ دوکاندار بیٹھے بیٹھے سوتے ہیں کہ انہیں حسرت تک جاگنا قسم ہے۔ کوئی ہے کہ اس کا دفتر سے گھر جانے کو جی نہیں چاہتا۔ کیونکہ دفتر میں پنکھے تلے ہر طرح کا آرام ہے۔ کوئی ہے کہ پیٹ کی خاطر جھلستا جا رہا ہے۔ ایک گرمی دوسرے آفتاب سر پر تیسرے دوکان پر کی بھٹی کی آگ نے جہنم بنا رکھا ہے۔ غرضیکہ سبھی طرح کے لوگ دنیا میں موجود ہیں۔ کوئی آرام میں کوئی تکلیف میں۔ دونوں کی گذر جائیگی۔ آج ہم بوقت ۱۰ بجے پٹیالہ سے سوار ہوکر راجپورہ میں ریلوے والوں کی مہربانی سے پڑے ہیں۔ نہ یہ ایسا ٹائم ٹیبل بناتے نہ ہم آج یہاں ٹھہرتے۔ کبھی کے گھر پہنچے ہوتے۔ سچ ہے ایک کی تکلیف دوسرے کی راحت۔ انجن ڈرائیور اگر آگ کے سامنے کھڑا ہوکر گرم گرم لو کے طمانچے کھاتے تو ہم لاہور سے پشاور۔ ملتان۔ بمبئی۔ اجمیر۔ کراچی۔ کوئٹہ اور موگا کیسے پہنچیں۔ بروز جمعہ ۲۵ جون ۱۹۲۶ء کو اپنا کام کاج کرکے ٹھیک دوپہر کو ہم موگا کے لئے ریل میں سوار ہوگئے۔ شدت کی گرمی پسینے سے منہ دھو رہی تھی۔ موگا میں جا پہنچے اور جلسہ میں شریک ہوگئے۔

۲۵ جون ۱۹۲۶ء کی شب کو جناب ڈاکٹر بیدن صاحب نے دل خوش کردیا۔ پورتا نائی کے مضمون پر آپ نے خوب رطب اللسانی کی۔ دیہاتی بچارے کیا سمجھے ہونگے۔ مگر پھر بھی خوب لطف آیا۔ اور خاتمہ بخیر ہوا۔ کنونشن کے صاحب صدر ہمارے ہر دلعزیز جناب پادری ینگسن صاحب تھے۔ آپ نے اور پادری بھولاناتھ صاحب نے حمد و ثنا کے زبور گیت۔ اور بھجن اور غزلیات گا گا کر دلوں میں جوش پیدا کردیا۔ پہلی رات تعداد حاضرین بہت ہی کم تھی سکول کے طلباء احاطے کے استاد اور بلائے ہوئے مناد ان کے سوائے چند ایک دیہاتی۔ دوسری صبح ۲۶ جون ۱۹۲۶ء ڈاکٹر بیدن و پادری لو صاحب بولے۔ تعداد حاضرین کچھ بڑھ گئی۔ جنکی امید تھی وہ نہ آئے۔ پادری ٹھاکر داس و پادری طالب الدین صاحبان پھر بعد دوپہر پادری بھولاناتھ صاحب کی رہنمائی سے نگر کیرتن ہوا۔ واہ واہ پادری بھولاناتھ بہ عمر یہ گرمی۔ سات دن گا گا اور پھر نگر کیرتن میں کوئل کی طرح سے آپ کی کو کو کیا بھلی معلوم دیتی تھی۔ بڑے مزے کا نگر کیرتن ہوا۔ راستے کے ناکوں پر انجیل مقدس کی منادی کی گئی۔ اس کے بعد رات کو پھر ڈاکٹر بیدن صاحب ہی بولے۔ دوپہر کو جزوی اجلاس ہوتے تھے۔ ہم میں نقل کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ جو ایک کنونشن نے رسم ڈالدی ہے سب اسی لکیر کے فقیر ہوتے جاتے ہیں۔ سیالکوٹ کنونشن کی ریس سہارنپور نے کی پھر ریلی کنونشن شروع ہوئی وہاں ہم نہیں گئے۔ نہ وہاں کے رسم و رواج سے واقفیت ہے۔ انہیں دیکھ کر ہمارے سر پر بھی جنون سوار ہوا۔ ہم نے ریس تو نہیں کی۔ پروگرام بدل ڈالا۔ مگر پھر بھی زیادہ تر ریس ہی رہی۔ دو دن کی موگا کنونشن میں بولنے والے سبھی انگریز۔ حالانکہ وہاں دیہاتی کنونشن تھی۔ خدا خدا کرکے سبت کا دن آیا۔ پادری برفورڈ صاحب نے صبح کے وقت درس سنایا۔ بعد دوپہر عشاء کی رسم ادا کی گئی۔ جسکا ذکر ہم نے علیحدہ کیا ہے پادری انیشورداس صاحب بی۔ اے پاسبان لدہانہ چرچ نے زندگی کی سروئی کے متعلق چند منٹوں میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا آجکل

جسمانی روٹی کی تلاش میں سرگردان ہے۔ دنیا کو شکم پروری کی بڑی فکر ہے۔ اسی طرح سے زندگی کی روٹی جو مسیح ہے اُسکو بھی حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

آپ کا درس اچھی خاصی اُردو زبان میں تھا۔ آپ ہدایت فرما کر لودھیانہ تشریف لے گئے۔ آج ہی تشریف لائے آج ہی چل دیئے۔ بہت ہی کم لوگوں کو آپ کا نیاز حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ گو ہم تو آپکی ملاقات کے اس قدر بھوکے تھے کہ ہم اور پادری عزیز خیر اللہ صاحب کل بروز پیر ان کے پاس لودھیانہ پہنچے۔ امید ہے آپ بھی نہ کسی دن اسی طرح سے ایک اچھے کونشل سپیکر بنجاوینگے جسکا فخر لودیانہ کلیسیا کو ہوگا۔ پھر سبت کی رات کو ڈاکٹر رون صاحب نے اپنے خیالات کا اعادہ کیا۔ کنونشن کے کتنی فوائد ہیں۔ بھئی ایک جلد زندہ ہونے والے ایک منیفہ دو کاج کر گئے۔ ایک آدھ . . . گفتہ کنونشن میں تمام بون لال متھرا داس صاحب کے ہسپتال میں۔ موگا کے لئے ڈاکٹر صاحب کا دم اور موگا سکول کے لئے پادری سیموئیل جیوا صاحب کا دم اور موگا کنونشن کے لئے پادری لوئین صاحب کا دم غنیمت ہے۔ کھانے کا انتظام حسب دستور پادری رو صاحب کے ہاتھ میں تھا۔ ہم موگا کنونشن کمیٹی کے شکر گذار ہیں کہ اس دفعہ ایک بہت ہی اچھی بات اُنہوں نے کی کہ مسٹر جیکب لوئیس کو سوڈا واٹر لیمونیڈ کی دوکان کھول دی تھی۔ اگر یہ دوکان نہ ہوتی تو ایک دو تو ضرور . . . . موگا کنونشن کی نظر ہو جاتے برقت برف شربت۔ لسی اور لیمونیڈ۔ لائم جوس۔ سوڈا واٹر کا ملجانا بڑی بات تھی۔ اس دوکان کا کل منافع کنونشن کو دیا گیا۔ شاباش مسٹر جیکب جس تندہی سے آپ نے اپنا کام چھوڑ کر مسیحی بھائیوں کی خدمت کی ہے۔ اس کا اجر خداوند سے ملیگا۔ کنونشن کی مالی حالت بہت ہی کمزور تھی۔ باوجود اپیل کرنے کے بھی مبلغ ۳۲ روپے ایک دفعہ اور شاید چھیاسات رات کے وقت چندہ ہوئے۔ پادری سیموئیل جیوا صاحب جو خزانچی ہیں فرمانے لگے کہ ۹-۸-۴-۶۲ اُن کے پاس ہیں اور جو کچھ چندہ کنونشن میں ہؤا۔ سمجھ لیجئے تیس کے قریب کل سو روپیہ ہوگیا اور خرچ ایک سو بیس یا ایک سو پچاس کے قریب ہے۔ گویا اس طرح سے کنونشن کے پاس بہت تھوڑی پونجی ہے۔ ناظرین سے اپیل ہے کہ اس دیہاتی کنونشن کو مفید اور کارآمد بنانے کے واسطے آپ ضرور کچھ نہ کچھ اپنے پاس سے یا اپنی کلیسیا سے چندہ بھیجیں۔ خدا اجلا کریگا۔ سننے میں آیا ہے کہ اب یہ کنونشن بشارتی کمیٹی کے اختیار میں ہے۔

اس دفعہ دونوں عہدہ داران سکریڑی و پریذیڈنٹ امریکن تھے۔ پادری لوئین سکریڑی اور پادری بیروز پریذیڈنٹ۔ ہم ایک بات سے بڑے خوش ہوئے کہ کنونشن کے اختتام پر ڈاکٹر رون صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے آپ میں وہ محبت کا دم یا جوش نہیں رکھتے۔ جو رکھنا چاہیے۔ آج نمونہ کی بڑی ضرورت ہے۔ چاہئے کہ جو سپیکر یا مقرر کہے وہ خود کرے۔ "عمل بغیر ایمان مردہ ہے"

ہم موگا سکول کا انتظام و انصرام دیکھ کر بڑے خوش ہوئے ہیں۔ یہ پادری ہارپر صاحب کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اب اسکول کو کاشتکاری کے لئے تیرہ چودہ گھماؤں اراضی مل گئی ہے۔ خدا کرے کہ یہ اسکول ایسے معلم پیدا کرے جو عملی کام کر کے تعلیمی روح تمام دیہات میں ڈال دیں اور سچے مناد و مبشران کے وسیلے سے پیدا ہو جائیں۔ رات کو ڈرینک مسٹر فضل مسیح ولد سائیں سچا سنگھ کی پارٹی گا بجا کر روح کو تر و تازہ کرتی تھی۔ رہائش کے انتظام کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ بیچارے مشن کے کارندے تھے۔ اگر انکو تکلیف بھی ہوگی تو برداشت کرنی چاہیے۔ بھلا ہو پادری سیموئیل جیوا صاحب کا آپ نے اپنی چارپائیاں کئی ایک کو دیدیں تھیں۔ ہم بھی آپ ہی کے مہمان تھے۔ چونکہ انگریزی طرز کے مہمان تھے۔ کھانا پینا اپنا تری سلام علیک۔ ہم صدق دل سے تھینک یو عرض کرتے ہیں۔ ہم نے بڑا سکھ پایا۔ پادری سیموئیل جیوا کے راج میں۔ خداوند یسوع مسیح کی جے کے نعرہ سے کنونشن کا دروازہ ایک سال کے لئے بند کیا گیا۔ یہ بہشتی دروازہ ایک سال کے بعد پھر کھلیگا یا۔ ان زندہ صحبتوں کی ایک اور صلاح ہے اگر کمیٹی مان لے تو فائدہ ہی ہوگا۔ نقصان کا احتمال نہیں۔ آئندہ واعظین پنجابی جاننے والے پنجابی ہی ہونے چاہئیں۔ ایسے اوقات پر زیادہ تر انتظام پر زور نہیں دینا چاہیے۔ بلکہ دل محبت جوش زن ہو کر سب کو ایک دل بنا کر پینتیکوست کا دن بنا دینا چاہیے۔ والسلام۔

خادم قوم۔ ایم۔ این۔ ہونہ۔

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلے اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اس کی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عمر ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلباء بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کلاس ۱ سے ۱۰ [illegible] روپے [illegible] تک

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

شملہ کی اطلاع ہے۔ دونوں جانب سے مولون چل رہا ہے۔ عنقریب شمال مغربی ہند میں بارش شروع ہو جائیگی۔

(رعام)

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے۔ مینجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرو پرائٹر چھپا۔